ضیائی ماہانہ سیریز

ضیائے ربیع الثانی

☆ فضائل ونوافل | ☆ اعراس مبارک یکم تا ۳۰ | ☆ تاریخ اسلام کے اہم واقعات

ناشر:

انجمن ضیاءِ طیبہ

بالمقابل HBL کھارادر برانچ آدمجی داؤد روڈ بمبئی بازار کھارادر کراچی

021-32473226 www.ziaetaiba.com

ضیائے ربیع الثانی

مرتب

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

www.ziaetaiba.com

ناشر

انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ ﷺ

نام کتاب	:	ضیائے ربیع الثانی
مرتب	:	علامہ نسیم احمد صدیقی نوری
ضخامت	:	۳۲ صفحات
تعداد	:	۲۰۰۰
سالِ اشاعت	:	اگست ۲۰۰۵ء

www.ziaetaiba.com

۞........... ناشر ....۞

ضیائی دارالاشاعت، انجمن ضیاء طیبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡكَ یَا رَسُوۡلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلامی سال کا چوتھا مہینہ

"ربیع الثانی"

وجہ تسمیہ:

اسلامی سال کے چوتھے مہینہ کا نام ربیع الآخر ہے، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینہ کا نام رکھنے کے وقت موسم ربیع کا آخر تھا اس لیے اس ماہ کا نام ربیع الآخر رکھا گیا۔

گیارہویں شریف:

اسی مہینہ مبارک میں مجدّد مائۃ سادسہ سیدنا غوث الثقلین الشیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر الحسنی و الحسینی الجیلانی الحنبلی المعروف پیرانِ پیر، پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال مبارک ہوا۔ بعض نے نویں، بعض نے سترہویں اور بعض نے گیارہویں ربیع الآخر کو وصال شریف بتایا ہے۔ محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں،

"وَقَدِ اشۡتَهَرَ فِیۡ دِیَارِ نَا هٰذَا الۡیَوۡمُ الۡحَادِیۡ عَشَرَ وَهُوَ الۡمُتَعَارِفُ عِنۡدَ مَشَائِخِنَا مِنۡ اَهۡلِ الۡهِنۡدِ مِنۡ اَوۡلَادِهٖ۔"

ترجمہ:

ہمارے ملک میں آج کل آپ کی تاریخ وصال، گیارہویں تاریخ کو مشہور ہے اور ہمارے ہندوستان کے مشائخ اور ان کی اولاد کے نزدیک یہی متعارف و مشہور ہے۔

سال بھر اس تاریخ کو لوگ سرکارِ غوثیت کا عرس مبارک کرتے ہیں جو کو بڑی گیارہویں کہا جاتا ہے۔ اور اسی مناسبت سے اس ماہ کو "گیارہویں شریف" کا مہینہ بھی کہا جاتا ہے۔[1]

اس ماہِ مبارک کے نوافل و عبادات

چار رکعت نوافل:

اس مہینہ کی پہلی اور پندرہویں اور انتیسویں تاریخوں میں جو کوئی چار رکعت نفل پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" پانچ پانچ مرتبہ پڑھے۔ تو اس کے لیے ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور ہزار گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے لیے چار حوریں پیدا ہوتی ہیں۔[2]

تیسری شب کے نوافل:

ربیع الثانی کے مہینے کی تیسری شب کو چار رکعت نماز ادا کرے، قرآن حکیم میں سے جو کچھ یاد ہے پڑھے۔ سلام کے بعد یا بدوح یا بدیع کہے۔[3]

1۔ ماثبت من السنۃ فی ایّام السنۃ، صفحہ ۱۲۳۔

2۔ "فضائل الایام والشہور" صفحہ ۳۷۵ بحوالہ "جواہر غیبی"۔

3۔ "لطائف اشرفی" جلد دوم، صفحہ ۳۴۱۔

پندرھویں شب کے نوافل:

اس ماہ کی پندرہ کو چاشت کے بعد چودہ رکعتیں دو، دو رکعات ادا کرے۔ اس نماز کی ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۂ علق سات بار پڑھے۔ [1]

ایامِ بیض کے نفلی روزے:

ہر ماہ ایام بیض یعنی قمری مہینہ کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ میں روزے رکھنا تمام عمر روزے رکھنے کے برابر شمار کیا جاتا ہے۔ [2]

مسئلہ عرس و گیارھویں شریف

حقیقت عرس و گیارھویں:

اہلسنّت کے نزدیک عرس و گیارھویں جائز و مباح ہے اور احیائے اموات کے لیے فائدہ مند ہے اور اس کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

آیت۔۱

وسلٰم علیہ یوم ولد و یوم یموت ویوم یبعث حیا۔ [3]

ترجمہ:

اور سلامتی ہے یحیٰ پر جس دن پیدا ہوا، اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

1۔ حوالہ مذکورہ بالا۔

2۔ غنیۃ الطالبین، صفحہ ۴۹۸۔

3۔ پ۱۶، سورۃ المریم۔

آیت۔۲

والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت ویوم ابعث حیا۔[1]

ترجمہ:

عیسیٰ نے کہا اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں وقتِ وفات کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یومِ وفات کی سلامتی حضراتِ انبیاء واولیاء کی امت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے۔ اسی یومِ وفات کی یادگار کا نام عرس ہے تو عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہو گئی۔ اسی طرح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

حدیث۔۱

ان النبی ﷺ کا یاتی قبور الشھداء باحد علی راس کل حول۔[2]

ترجمہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی قبروں پر ہر سال کے کنارے پر تشریف لایا کرتے تھے۔

حدیث۔۲

www.ziaetaiba.com

کان النبی ﷺ یزدر الشھداء باحد فی کل حول و اذا بلغ الشعب رفع صوتہ فیقول سلام علیکم بما صبر تم نعم عقبی الدار ثم ابو

1۔ پ۱۶ سورہ مریم۔

2۔ رواہ ابن ابی شیبہ۔

بکر رضی اللہ عنہ کل حول یفعل مثل ذلك ثم عمر ابن الخطاب، ثم عثمان رضی اللہ عنھما وا کانت فاطمۃ تاتیھم وتدعو۔[1]

ترجمہ:

نبی ﷺ نے شہدائے احد کی زیارت قبور کے لیے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعب کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے سلام علیکم (الیٰ آخرہ) تم پر سلامتی ہے اس کے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو کیا اچھی ہے تمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے، پھر حضرت عمر بن خطاب پھر عثمان غنی اور حضرت فاطمہ آتیں اور دعا کرتی تھیں۔ رضی اللہ عنہم۔

ان احادیث میں یہ تو صاف موجود ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال احد میں تشریف لاتے اور قبور شہداء کی زیارت فرماتے، اور سال سے مراد ان کا وہی جنگِ احد کا واقعہ ہے۔ یعنی جب جنگ احد کا وہی دن یعنی شہداء کا یوم وفات وشہادت آتا اس میں تشریف لاتے تو یوم وفات پر زیارت کے لیے مزار پر حاضر ہونے اور ایصال ثوب کرنے اور ان سے کسبِ فیض کا نام عرس ہے تو گویا عرس کی اصل فعلِ رسول ﷺ اور فعل خلفائے راشدین سے ثابت ہوئی۔

دلائل از اقوالِ سلف وخلف:

عرس کی اصل تو شارع علیہ السلام و فعل خلفائے راشدین سے ثابت ہو چکی لیکن متاخرین نے اپنے زمانے میں اس پر التزام کر لیا، اسی وجہ سے یہ متاخرین کی طرف منسوب ہو گیا چنانچہ حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرمایا:

1۔ رواہ البیہقی از شرح الصدور صفحہ ۸۷۔

"اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں جناب الٰہی میں پہنچے اس میں خیر و برکت اور نورانیت کی اور ایام سے زیادہ امید کی جاتی ہے تو یہ عرس متاخرین کی مستحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا۔"[1]

مانعین کے استاذ الکل حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں۔

"حضرت علی اور ان کی اولادِ طاہرہ کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ اور درود اور صدقات اور نذر و نیاز اور منت ان کی رائج و معمول ہے جیسا کہ تمام اولیاء سے یہی معاملہ ہے اور شیخین کان میں کوئی زبان پر نام بھی نہیں لیتا اور فاتحہ اور درود اور نذر و منت اور عرس و مجلس میں شریک نہیں کرتا۔[2]

مخالفین کے مسلم پیشوا و امام مولوی اسمٰعیل دہلوی صراطِ مستقیم میں لکھتے ہیں۔

پس ان امور فاتحہ، عرس، نذر و نیاز کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔[3]

خود مانعین کے مسلم فتاویٰ دیوبند میں ہے۔

"کوئی شخص کسی کے مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمام خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی بلایا کرے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔"[4]

1۔ ماثبت من السنۃ، صفحہ ۱۷۴۔

2۔ تحفہ اثنا عشریہ، مطبوعہ فخر المطابع صفحہ ۲۲۸۔

3۔ صراط مستقیم، صفحہ ۲۵۵۔

4۔ فتویٰ دیوبند، صفحہ ۱۳، جلد ۲۔

الحاصل عرس کے جائز بلکہ مستحب ہونے پر کافی دلائل موجود ہیں، جن سے اہل سنت کے مسلک کی تائید ہوتی ہے اور مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اس کے جواز و استحباب کا اعتراف کرلیا تو وہابیہ کا اس کو ناجائز و بدعت کہنا غلط و باطل قرار پایا۔

www.ziaetaiba.com

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

خالقِ کائنات اللہ رب العالمین نے انس و جن کی رشد و ہدایت کے لیے مختلف وقتوں اور خطوں میں کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا، ہر نبی و رسول، اللہ تعالیٰ کی علیحدہ علیحدہ صفتوں کے مظہر بن کر آئے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کل صفات ہی نہیں بلکہ ذات کا بھی مظہر بنا کر اپنے محبوب نبی آخر الزماں ﷺ کو مبعوث فرمایا تو مظہر ذات کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہ رہی باب نبوت ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا، تو رشد و ہدایت اور احیاء دین و ملت کے لیے مظہر ذات خدا، محبوب رب العلا نے غیبی خبر دی کہ "ہر صدی کے اختتام پر ایک مجدد پیدا ہو گا"،[1] نیز فرمایا کہ "اللہ کے نیک بندے دین کی محافظت کرتے رہیں گے"[2] حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "علمائے دین بارش نبوت کا تالاب ہیں"[3] نیز فرمایا "چالیس ابدال (اولیاء) کی برکت سے بارش اور دشمنوں پر فتح حاصل ہو گی اور انہیں کے طفیل اہل شام سے عذاب دور رہے گا۔"[4] نیز فرمایا کہ "علماء کی زندگی کے لیے مچھلیاں دعا کرتی ہیں۔"[5] نیز فرمایا

www.ziaetaiba.com

1۔ مشکوٰۃ شریف۔

2۔ ابو داؤد۔

3۔ مشکوٰۃ شریف۔

4۔ مشکوٰۃ شریف۔

5۔ مشکوٰۃ شریف۔

"میری امت میں تین سو اولیا ہمیشہ حضرت آدم علیہ السلام کے نقش قدم پر رہیں گے اور چالیس حضرت موسیٰ علیہ السلام، سات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم پر ہونگے اور پانچ وہ رہیں گے کہ جن کا قلب حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرح ہوگا، اور تین حضرت میکائیل کے قلب پر اور ایک حضرت اسرافیل کے قلب پر رہے گا۔ جب اس ایک کا انتقال ہوگا تو ان تین میں سے کوئی قائم ہوگا اور ان تین کی کمی پانچ میں سے اور پانچ کی کمی ساتمیں سے اور سات کی کمی چالیس میں سے اور چالیس کی کمی تین سو سے اور تین سو کی کمی عام مسلمانوں سے پوری کر دی جاتی ہے۔ [1]

علمائے حق فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ رحمتیں دینے والا، سید الانبیاء رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرمانے والے اور اولیاء علماء اس کا ذریعہ ہیں۔" اللہ تعالیٰ کی معرفت کے لیے ملت مصطفویہ کے سامنے علماء و مشائخ نے ایک خوبصورت اور زریں اصول پیش کر دیا ہے بارگاہِ ربوبیت تک رسائی آقائے دوجہاں سید عالم علیہ الصلوٰۃ السلام کے ذریعہ اور بارگارہ سرور کائنات تک رسائی اولیاء اللہ کے ذریعہ سے ہی ممکن ہے ان اولیاء اللہ کی صف اوّل میں صحابۂ کرام اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں، انکے بعد تابعین، ائمہ مجتہدین، ائمہ شریعت و طریقت کے علاوہ صوفیاء، اتقیاء اور دیگر اولیاء بھی شامل ہیں۔ علمائے کرام خلق کی ظاہری جبکہ اولیاء باطنی اصلاح یعنی تزکیۂ نفس کے لیے مقرر ہونگے۔ اب تا قیام قیامت یہ دونوں گروہ ملت اسلامیہ کی پاسبانی اور وسعت کے لیے موجود رہیں گے، اس کی واضح مثال یہ ہے کہ نماز کی ادائیگی کے لیے کچھ شرطیں شریعت نے مقرر کی ہیں، جیسے جسم، جگہ اور لباس پاک ہونا، قبلہ رو کھڑا ہونا اور ارکان سنت

1۔ مرقاۃ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ۔

مصطفی کے مطابق ادا کرنا۔ مگر نماز کی قبولیت کی شرط یہ ہے کہ دل میں خشوع و خضوع کا ہونا اور ریاکاری سے بچنا۔ اب سمجھ لینا چاہیے کہ نماز کی ادائیگی یعنی حالت ظاہری کی شرائط علماء پوری کراتے ہیں اور نماز کی قبولیت کی یعنی باطنی کیفیت کی شرائط اولیاء پوری کراتے ہیں۔ اولیاء کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ علم و فضل، کشف و کرامات، مجاہدات و تصرفات اور حسب و نسب کی بعض خصوصیات کی وجہ سے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو اولیاء کی جماعت میں جو خصوصی امتیاز حاصل ہے وہ کسی اور کو نہیں یہ واضح رہے کہ حضرت غوث الاعظم کو جب ہم تمام ولیوں کا تاجدار کہتے ہیں تو یہاں ولیوں کے عموم میں صحابہ کی جماعت کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ جن خوش نصیب بندوں کو مقام ولایت عطا فرماتا ہے ان کی ولایت کو کبھی زائل نہیں فرماتا، یہ نہیں کہ جب تک و دنیاوی زندگی میں زندہ رہے تو ولایت کے کمال پر فائز رہے، اور جب ان کا وصال ہوا تو ولایت ختم ہو گئی، ایسا نہیں ہوا کرتا بعض لوگ یہی کہتے ہیں کہ بزرگ اور اللہ کے نیک بندے تھے، ان کی زندگی میں ان کے پاس آنا، ان کی زیارت کرنا، دعائیں کرانا فائدہ مند ہو سکتی تھیں اب ان کے مرنے کے بعد ان کے پاس کیا رکھا ہے وہ مر کر مٹی ہو گئے ہیں، اب ان کے پاس کچھ بھی نہیں، اب یہاں آکر کیا لوگے ؟ یہ ایک فاسد باطل اور غلط نظریہ ہے کیونکہ نبوت، صدیقیت، شہادت، صالحیت، ولایت اور ایمان و تقویٰ ایسی نعمتیں، کمالات اور اوصاف ہیں، جو قبض روح کیساتھ سلب یا مٹ نہیں جاتے کیونکہ کمالات ولایت روح کی صفت ہے، اور صفت کا وجود موصوف کے بغیر محال ہے بلاشبہ جسم کے تقاضے اور ہیں جبکہ روح کے تقاضے

دیگر، صفاتِ جسمانی معلوم سے معدوم ہو سکتی ہیں لیکن صفات روح فنا نہیں ہوتی۔ موت واقع ہونے کے ساتھ ہی حیات جسمانی کی کیفیت بدل جاتی ہے، ظاہری زندگی میں جسمانی حیات کا مشاہدہ ممکن تھا اب بعد موت حقیقت حیات (روحانی زندگی) کا مشاہدہ محال۔

غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدی داتا گنج بخش علی ہجویری نور اللہ مرقدہٗ کے عرس کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے اسی نکتہ کو اس طرح بیان فرمایا:

"حدیث پاک کے مطابق ملائکہ ہماری آنکھوں سے غائب ہیں جس طرح ملائکہ کے وجود کو ہم مانتے ہیں، مگر نظر نہیں آتے اسی طرح ہم انبیاء صدیقین شہدا اور اولیاء کی حیات کو مانتے ہیں مگر وہ بھی ہمیں نظر نہیں آتے۔ لہٰذا کسی چیز کا ہمیں نظر نہ آنا، نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے اور وہ ہماری آنکھوں سے غائب ہیں کہ اگر ہم ان کے اندر آثار حیاۃ کا اپنے حواس سے مشاہدہ کریں تو ہمارے لیے ان کو غسل دینا، کفن پہنانا، جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آثار حیات کو ہمارے لیے غائب کر دیا، تاکہ ہم احکام شرع بجالائیں۔"[1]

بہر حال قرآن کی تفاسیر، مضامین احادیث، کتب سیر و فضائل، سیرت اولیاء و مشائخ اور مشاہدات خرق عقل و عادات اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ اولیاء اللہ کے فیوض و برکات بعد وصال بھی لوگوں کے لیے قابل استفادہ ہوتے ہیں بلکہ بمقابلہ ظاہری حیات زیادہ عام اور زیادہ نفع بخش ہوتے ہیں۔

1۔ خطاب کاظمی جلد دوم، صفحہ ۲۱۴۔۲۱۳۔

انہی اولیاء اللہ میں مژدہ بارگاہ ورسالت مآب کے مطابق پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک مصلح اعظم اور مجددا عظم احیائے ملت اور تجدید دین کے لیے پیدا ہوا جسے دنیائے اسلام محی الدین غوث الثقلین، غیوث الکونین، سر تاج صوفیاء، پیشوائے اتقیاء، امام الاولیاء، فخر شریعت و طریقت، ناصر سنت، عماد حقیقت، قامع بدعت، سیدو الزاہدین، رہبر عابدین، کاشف الحقائق، مقتداء الخلائق، قطب الاقطاب، غوث الاغواث و غیرہم القابات، خطابات و اعزازات سے جانتی ہے۔ بلاشبہ یہ حق ہے کہ تمام انبیاء مرسلین کے سید و سردار نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور تمام اغواث اقطاب اور اولیاء و صوفیاء کے تاجدار غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے کسی عقیدت کیش نے کیا خوب منظر نگاری کی ہے،

غوث اعظم درمیانِ اولیاء چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم درمیانِ انبیاء

تمام سلاسلِ طریقت و تصوف سے وابستہ مشائخ خواہ وہ کسی بھی سلسلہ کے بانی وروح رواں ہوں سب ہی نے تاجدارِ اولیاء کی عظمت کو دل سے تسلیم کیا ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کوئی کیا جانے کہ ہے کیسا تیرا اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

قرآن مجید کے پارہ ۱۱ سورۂ یونس کی آیت ۶۲ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

”خبردار سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم“

ایک حدیث قدسی میں ارشاد خداوندی ہے کہ

www.ziaetaiba.com

”جس کسی نے میرے ولی سے دشمنی کی میں اسے میدان کارزار میں جنگ کے لیے بلاتا ہوں۔[1]

جب مقام ولایت پر فائز کا یہ مقام ہے تو جو قطبیتِ کبریٰ اور غوثیتِ عظمٰی کے منصب پر فائز ہو تو اس کا کیا مقام ہو گا؟ یہی وجہ ہے کہ اولیاء متقدمین میں سے بہت سے باکمال اور بڑے بڑے صاحبان کشف و حال بزرگوں نے آپ کے ظہور کی بشارتیں دی ہیں اور اولیاء متاخرین میں سے ہر ایک آپ کی مقدس دعوت کا نقیب اور آپ کی مدح و ثنا کا خطیب رہا ہے۔ علماء سلف و خلف نے آپ کے بلند درجات اور تصرفات و کرامات کے بارے میں اس قدر کتابیں تحریر فرمائیں کہ شاید ہی کسی دوسرے ولی کے بارے میں مستند تحریروں کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہو۔ آپ کے غوث اعظم ہونے اور محبوب سبحانی و قطب ربانی ہونے پر تمام امت متفق ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ مندرجہ بالا القاب آپ کو بارگاہِ رسالت مآب سے عطا کئے گئے۔ شیخ امام احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

”جب پہلی بار حج کو گئے اور جب مدینہ منورہ حاضری دی، اور مواجہہ شریف میں کھڑے ہو کر (صلوٰۃ والسلام) ”السلام علیک یارسول اللہ“ عرض کیا تو روضۂ مبارک سے آواز آئی ”وعلیکم السلام“ یا غوث اعظم محبوب سبحانی قطب ربانی“۔[2]

www.ziaetaiba.com

آپ کی بزرگی و ولایت اس قدر مشہور اور مسلم الثبوت ہے کہ آپ کے ”غوث اعظم“ ہونے پر تمام امت کا اتفاق ہے، حضرت کے سوانح نگار فرماتے ہیں۔

1۔ بخاری شریف۔

2۔ مناقب غوث الاعظم۔

"کسی ولی کی کرامتیں اس قدر تواتر اور تفاصیل کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں جس قدر حضرت غوث الثقلین کی کرامتیں ثقات سے منقول ہیں۔"[1]

خلق خدا میں آپ کی مقبولیت ایسی رہی ہے کہ اکابر و اصاغر سب ہی عالم استعجاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں، مشرق تا مغرب ہر ایک غوث اعظم کا مداح اور آپ کے فیض کا حاجت مند نظر آتا ہے۔ مقبولیت و ہر دلعزیزی کے ساتھ ساتھ آپکی زبان کی شیریں بیانی اور کلام و وعظ میں اثر آفرینی بھی حیران کن تھی، یوں کہہ سکتے ہیں کہ حیات مقدس کا ایک ایک لمحہ کرامت ہے جن کی تفاصیل کے دفاتر بیان ہی نہیں ہو سکتے۔

کُردستان سخت مزاج قوم کُرد خاندانِ سلاجقہ، مراکش کے قوم مور، الجزائر کے مظاہر پرست، مصر کے قدیم خاندان فراعنہ، بحر الہند کے جزیروں میں آباد قوم اور یورپ کی ملک البانیہ کے باشندگان آپ کی تبلیغی خدمات کے نتیجے میں مسلمان ہوئے ایک لاکھ سے زائد دولت ایمان سے سرفراز ہوئے، دس لاکھ سے زائد فاسقوں فاجروں اور گمراہوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مخلص سچے مسلمان ہوگئے، جبکہ آپ کے مریدین کی تعداد پانچ کروڑ سے متجاوز تھی، جن میں آپ کے شاگردوں اور خلفاء کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تک بیان کی جاتی ہے ان تلامذہ و خُلفاء میں کئی ہزار کو آپنے اپنی توجہ باطن سے ولی، ابدال، اوتاد اور قطب کے منصب پر فائز فرمادیا، باطنی توجہ کا یہ عالم کہ ایک چور پر نظر کی تو اسے قطب بنا دیا۔[2]

1۔ نزہۃ الخاطر الفاطر۔

2۔ قلاید الجواہر نزہۃ الخاطر۔

غوثِ اعظم کا علمی تبحر اور کرامات:

آپ کے علمی کمال کا یہ حال تھا کہ جب بغداد میں آپ کی مجالس وعظ میں ستر ستر ہزار سامعین کا مجمع ہونے لگا تو بعض عالموں کو حسد ہونے لگا کہ ایک عجمی گیلان کا رہنے والا اس قدر مقبولیت حاصل کر گیا ہے چنانچہ حافظ ابو العباس احمد بن بغدادی اور علامہ حافظ عبد الرحمن بن الجوزی جو دونوں اپنے وقت میں علم کے سمندر اور حدیثوں کے پہاڑ شمار کئے جاتے تھے، آپ کی مجلس وعظ میں بغرض امتحان حاضر ہوئے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھ گئے جب حضور غوث اعظم نے وعظ شروع فرمایا تو ایک آیت کی تفسیر مختلف طریقوں سے بیان فرمانے لگے، پہلی تفسیر بیان فرمائی تو ان دونوں عالموں نے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے تصدیق کرتے ہوئے گردن ہلادی، اسی طرح گیارہ تفسیروں تک تو دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ دیکھ کر سر ہلاتے اور تصدیق کرتے رہے مگر جب حضرت غوث اعظم نے بارہویں تفسیر بیان فرمائی تو اس تفسیر سے دونوں عالم ہی لاعلم تھے اس لیے آنکھیں پھاڑ پھاڑ دونوں آپ کا منہ تکنے لگے، اسی طرح چالیس تفسیریں اس آیت کی آپ بیان فرماتے چلے گئے اور ی دونوں عالم استعجاب میں تصویر حیرت بنے سنتے اور سر دھنتے رہے پھر آخر میں آپ نے فرمایا کہ اب ہم قال سے حال کی طرف پلٹتے ہیں پھر بلند آواز سے کلمۂ طیبہ کا نعرہ بلند فرمایا تو ساری مجلس میں ایک جوش کیفیت اور اضطراب پیدا ہو گیا اور علامہ ابن جوزی نے جوش حال میں اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے (بہجۃ الاسرار) بغیر مادی وسیلہ (یعنی ساؤنڈ سسٹم کے بغیر) کے ستر ہزار کے مجمع تک اپنی آواز پہنچانا اور سب کا یکساں انداز مین سماعت کرنا آپ کی ایسی کرامت ہے جو روزانہ ظاہر ہوتی رہتی تھی۔ ایک

مرتبہ بغداد کے ایک سو بلند پایہ علماء آپ کی مجلس وعظ میں امتحان لینے کے لیے آئے، ہر ایک نے ایک سے ایک بڑھ کر مشکل مسئلہ سوال کے لیے اپنے ذہن میں رکھا لیکن جس وقت آپ وعظ کی مسند پر رونق افروز ہوئے تو قبل اس کے کہ کوئی سوال کرے آپ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر مراقبہ فرمایا، بعد ازاں یکا یک آپ کے سینۂ اقدس سے ایک نورانی تجلی نمودار ہوئی اور بجلی کی طرح کوند کر تمام علماء کے سینوں میں پیوست ہوگئی اور سب کے سب چیخ مار کر اپنے کپڑوں کو پھاڑ نے لگے اور اپنی اپنی پگڑیاں پھینک کر برہنہ سر کرسی کی طرف دوڑ پڑے اور اپنا اپنا سر غوث اعظم کے قدموں میں رکھنے لگے پھر حضرت غوث اعظم نے ہر ایک کو اپنے سینے سے لگا کر ان کے مشکل مسائل کا جواب دینا شروع کیا، یہاں تک کہ ہر ایک سوالوں کا جواب پورا ہوگیا، اور سب سکون کے ساتھ بیٹھ گئے۔ مفرج بن نبہان کہتے ہیں کہ وعظ ختم ہونے کے بعد میں ان علماء سے ملا اور دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہوگیا تھا؟ تو ان لوگوں نے بتایا کہ جیسے ہی ہم سوال کی نیت سے مجلس میں حاضر ہوئے اچانک ہمارا تمام علم ہی سلب ہوگیا اور ہم اپنے علمی کمال کے زوال پر مضطرب ہوگئے، لیکن جب حضور غوث پاک نے ہم کو اپنے سینے سے لگایا تو ہمارا سارا علم واپس آگیا، بلکہ اسقدر زیادہ شرح صدر ہوگیا کہ حضور غوث اعظم کے جوابات سے ہمارے قلب کے بند دروازے کھل گئے اور ہم علوم و معارف سے مالامال ہوگئے۔[1]

تمام اصاغر و معاصرین تو کُجا؟ آپ کے اساتذہ نے بھی آپ کے علم و فضل اور کمالات کا اعتراف فرماتے ہوئے آپ کو بشارتیں دی ہیں، چنانچہ حضرت

1۔ قلائد الجواہر۔

www.ziaetaiba.com

خواجہ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے استاذ فقہ اور شیخ خرقہ ہیں بارہا یہ فرمایا کرتے تھے "اے عبد القادر! وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہاری ذات مرجع خلائق ہوگی، اور تم سے رشد و ہدایت کا ایسا دریا جاری ہوگا جس سے فیض حاصل کرکے ہزاروں بندگان خدا سیراب ہونگے غوث پاک کے فیض سے مصیبت اور بلا ٹل جایا کرتی ہے۔ آپ کے تصرفات کے سب معترف ہیں۔ اولیاء کے آستانوں کے فیوضات و برکات بیان کرتے ہوئے غزالی دوراں سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، "جو عقیدت اور محبت کے ساتھ یہاں حاضر ہوتے ہیں اور اپنی مرادوں سے اپنے دامن بھر کر جاتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی مرادیں کس شکل اور کس نوعیت سے پوری ہوتی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ علم اور حکمت الٰہیہ کے مطابق ان کا ظہور کب ہوتا ہے؟ کبھی ایسا ہوا جتنا مانگا اس کی مثل برائی تکلیف اور بلا ٹل گئی، بعض دفعہ دعاؤں کو آخرت کے لیے جمع کر لیا جاتا ہے اور بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی دعاؤں کو رفع مراتب اور عروج درجات کے لیے محفوظ رکھ لیتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ان حضرات کے توسل اور وسیلے سے طلب کرنے والا اور مانگنے والا کبھی خالی نہ جائے گا، ہاں جو یہ خیال کر کے آئے کہ خالی جاؤں گا تو وہ خالی ہی جائے گا۔"[1]

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں، " جب تم اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔"[2]

1۔ خطبات کاظمی۔

2۔ بہجت الاسرار، جلاء الخواطر۔

حضرت محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی المعروف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے عظیم مجاہدہ اور منازل سلوک کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”پچیس سال کامل جنگلوں میں پا پیادہ گھومتا رہا ہوں، چالیس سال کامل عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی ہے، پندرہ سال کامل عشاء کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر نماز فجر سے قبل ایک قرآن مجید مکمل یومیہ تلاوت کیا ہے۔ ایک رات میرے نفس نے سونے کی خواہش کی اور کہا کہ اگر کچھ دیر سو لیا جائے تو کیا مضائقہ ہے؟ میں نے اس کی اس خواہش کو ذرا نہیں سنا اور اسی جگہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر ایک قرآن ختم کیا، نیند میرے سامنے مختلف صورتوں میں آتی اور میں غضب ناک لہجہ میں اس پر زجر و توبیخ کرتا پس کافور ہو جاتی اور آپ نے فرمایا کہ اکثر میں چالیس چالیس دن کامل روزہ سے رہتا، عراق کے جنگل میں گیارہ سال ایک برج میں رہنے کی وجہ سے صرف میرے ہی سبب اس کا نام عجمی برج پڑ گیا۔ یہاں میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ جب تک مجھے کھانے پینے کے لیے نہ کہا جائے گا میں از خود کچھ نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا، چالیس دن گذرنے کے بعد ایک شخص آیا اور کچھ کھانا رکھ کر چلا گیا، بھوک کی شدت سے میرا نفس کھانے کی جانب مائل ہونے ہی والا تھا کہ میں نے اپنے عہد کی پابندی یاد کی اور دل میں کہا کہ جب تک میرا مقصد پورا نہیں ہو گا میں کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا، اچانک میں نے غیب سے ایک آواز سنی کہ کوئی زور زور سے الجوع الجوع (یعنی بھوک بھوک) پکار رہا ہے مگر میں نے مطلق پرواہ نہ کی اسی اثنا میں حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے گذرے، آواز سن کر مجھ سے دریافت کیا کہ عبد القادر یہ شور کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ نفس کا اضطراب ہے مگر میری روح مطمئن اور

پر سکون ہے اور اپنے اللہ کی طرف راغب ہے، اللہ کے مشاہدہ میں مستغرق ہے۔ انہوں نے فرمایا، کہ باب ازج (یعنی ہمارے گھر) تک آؤ، میں نے انتہائی رقت سے کہا کہ میں یہاں سے کبھی باہر نہیں جاؤں گا، وہ چلے گئے، پھر حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے، فرمایا! اٹھو اور ابو سعید کی خدمت میں چلو میں چلا، جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ وہ اپنے دروازے پر کھڑے میرے منتظر ہیں، کہنے لگے کہ عبد القادر! میرا کہنا تمہارے لیے کافی نہ تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام کو تمہیں کہنے کے لیے آنا پڑا، پھر مجھے گھر کے اندر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے لقمہ لقمہ مجھے کھلاتے رہے جب میں سیر ہو گیا تو مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا۔[1]

متذکرہ واقعہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے خود بیان فرمایا ہے، اس واقعہ سے جہاں آپ کی عظمت و فضیلت سے آگاہی حاصل ہوتی ہے وہاں یہ بھی مترشح ہوتا ہے اگر بندہ اپنے حال سے بے نیاز ہو کر خالق کا ہو جائے تو اس کے لیے انعامات کا نزول اس طرح ہوتا ہے کہ رب کی اجازت سے کھانا کھلانے کے لیے خضر علیہ السلام تشریف لاتے ہیں۔ راہ سلوک کا سفر "توکل علی اللہ" سے شروع ہوتا ہے اور "فنا فی اللہ" کی منزل پر ختم ہوتا ہے اور اس دوڑ میں آگے نکل جانے کا انعام "باقی باللہ" کی صورت میں عطا ہوتا ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی کٹھن منازل طے کی ہیں، دوران سفر ہی شیاطین حملہ آور ہوتے ہیں تاکہ منزل سے دور کر دیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ شیطان قزاق بن کر زادِ راہ ہی لوٹ لیتا ہے تاکہ کچھ نہ رہے تو بندہ منزل سے ہمکنار نہ ہو سکے۔ رئیس الاتقیاء پیشوائے اصفیاء، شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ پر ایک ابر سایہ ڈالتا

1۔ نزہۃ الخاطر الفاطر، صفحہ ۵۶، سفینہ اولیا، صفحہ نمبر ۱۰۔۶۷۔

تھا ایک دن اس میں ایک چہرنورانی جبیں نمودار ہوا، اور چونکہ حضرت پیاسے تھے سونے کے پیالے میں پانی پیش کیا گیا۔ فرمایا، "طلائی برتن میں پانی شریعت میں ممنوع ہے" جواب دیا کہ "میں جنت سے لایا ہوں کیونکہ وہاں استعمالِ ظروفِ طلائی جائز ہے۔" آپ نے فرمایا! کہ "جب تک عالمِ ناسوت (دنیائے فانی) میں ہوں حرام ہے۔" اس چہرہ نے کہا کہ تمہارے علم نے تم کو بچالیا پیالہ پھینک کر غائب ہو گیا، پیران پیر نے فرمایا کہ مجھے فضل الٰہی نے مکائد شیطان سے بچایا۔[1]

اس واقعہ سے عظیم درس حاصل ہوتا ہے کہ بندہ نہ تو اپنے علم کے زور سے اور نہ اپنے تدبر و غور سے بلکہ دجل شیطان سے صرف اللہ تعالیٰ کے بے پایاں کرم اور اس کے خصوصی فضل ہی سے بچ سکتا ہے۔ حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ العزیز جب قطبیت عظمی اور غوثیت کبریٰ کے منصب پر فائز ہوئے تو آپ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے (یہ واضح رہے کہ شیخ جیلانی حنبلی المذہب ہیں) تو صاحب مزار امام احمد آپ کے خیر مقدم کے لیے اپنے مزار سے باہر تشریف لے آئے اور غوث اعظم کو اپنی آغوش میں لے کر فرمایا، "اے عبدالقادر! میں علم شریعت، علم حقیقت و طریقت میں تیرا محتاج ہوں۔[2]

حضرت غوث اعظم کے زمانہ ظہور سے قبل ہی اولیائے کاملین کو آپ کی آمد اور روحانی کمالات نیز پیشوائے اولیاء ہونا بذریعہ کشف ظاہر ہو چکا تھا، یہی وجہ ہے کہ آپ کے مشائخ میں آپ سے بہت پہلے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے

1۔ شمائم امدادیہ صفحہ ۹۶۲۔

2۔ سفینہ اولیاء صفحہ ۷۲۔

آئیندہ وقتوں میں آپ کے ظہور سے متعلق بیان کر دیا تھا۔ اور سب نے ہی آپ کے سردار اولیاء ہونے کی پیشگوئی کر دی تھی۔ حضرت غوث اعظم اپنے عہد شباب کے شیخ حماد کے پاس ایک مرتبہ بیٹھے تھے، جب آپ باہر تشریف لے گئے تو شیخ حماد نے اہل مجلس کو بتایا کہ اس نوجوان کے قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے اور یہ بات اللہ کے حکم سے انہوں نے اعلانیہ کہنی ہے "قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه" ان کے زمانے کے تمام اولیاء ان کے آگے سر تعظیم خم کر دیں گے اور ان کی وساطت سے ان کے درجات بلند ہوتے جائیں گے۔ [1]

سیدنا غوث اعظم کے سوانح و حالات رقم کرنے والے تمام مصنفین و تذکرہ نگاروں کا اس پر اتفاق ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ نے ایک مرتبہ بہت بڑی مجلس میں (کہ جس میں اپنے دور کے اقطاب و ابدال اور بڑی تعداد میں اولیاء و صلحا موجود تھے جبکہ علام لوگوں کی تعداد بھی ہزاروں میں تھی) دورانِ وعظ اپنی غوثیتِ کبریٰ کی شان کا اس طرح اظہار فرمایا کہ

"قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه"

ترجمہ:

میرا یہ قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے۔

تو مجلس میں موجود تمام اولیاء نے اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے اولیاء نے کشف کے ذریعے آپ کے اعلان کو سنا اور اپنے اپنے مقام پر گردنوں کو خم کر دیا، حضرت خواجہ شیخ معین الدین اجمیری المعروف

1۔ نزہۃ الخاطر الفاطر، ملا علی قاری صفحہ ۳۶۔

www.ziaetaiba.com

غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ نے گردن کو خم کرتے ہوئے کہا کہ " آقا آپ کا قدم میری گردن پر بھی اور میرے سر پر بھی"۔[1]

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ چند ایسے افراد بھی تھے کہ جنہوں نے آپ کی سرداری و پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا اور آپ کی عظمت و فضیلت کے آگے اپنے سر کو نہیں جھکایا تو ان کی ولایت سلب کر لی گئی اور ایک ولی کا تو ایمان بھی محفوظ نہ رہا۔ قطبیت عظمٰی کے مقام پر فائز ہونے کے بعد دنیا بھر میں قطب و ابدال کی تعیناتی کا اختیار اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا، ایک مرتبہ آپ کے دولت کدہ میں ایک چور چوری کی نیت سے داخل ہوا اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام ایک قطب کے سانحہ ارتحال کے سبب دوسرے قطب کی تقرری کے لیے تشریف لاتے ہیں کہ حضرت قدس سرہٗ نے خادم سے کہا جاؤ گھر میں ایک شخص انتہائی عاجزی سے ایک طرف کمرے کے کونے میں دبکا ہوا ہے اسے لے آؤ، خدام گئے اور اس چور کو بارگاہِ غوثیت مآب میں لے کر حاضر ہوئے آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھ میں یہ کہہ کر دے دیا کہ یہ شخص آیا تھا میرے یہاں سے کچھ دنیاوی مال لینے میرے پاس دنیا کہاں ہے؟ جو ہے ہم اسے بخش رہے ہیں یعنی ولایت عطا کر رہے ہیں اور قطب بنا دیتے ہیں۔[2]

آپ کے حالات و واقعات میں ملتا ہے کہ آپ جن و انس کے فریاد رس ہیں جو آپ سے داد رسی چاہتا ہے آپ اس کی احتیاج کے مطابق مدد فرماتے ہیں

1۔ اخبار الاخیار، شمائم امدادیہ، سفینہ اولیاء، قلائد الجواہر، نزہۃ الخاطر الفاطر، فتاویٰ افریقہ، کرامات غوثیہ اعلیٰ حضرت۔

2۔ سفینۃ الاولیاء، طبقات الاولیاء۔

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عالم ظاہر و تکوین میں تصرف کا اختیار عطا فرمایا ہے۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ "میں انے اللہ تعالیٰ سے اپنے مریدین کی بخشش کا واعدہ لے لیا ہے۔" میں اپنے مریدوں کی مغفرت کا ضامن ہوں۔ (قصیدۂ غوثیہ) مزید فرماتے ہیں " میرا مرید مشرق میں ہو اور کسی مشکل میں ہو جبکہ میں مغرب میں ہوں تو بھی اس کی دستگیری و حاجت روائی کروں گا۔ اسی لیے علماء مشائخ آپ کو غوث اعظم، غوث الثقلین، غیوث الکونین، امام الطرفین، امام النقیٰ، رئیس الاتقیاء، تاج الاصفیاء، قطب ربانی، شہباز لامکانی، محی الملت والدّین کے عظیم القاب سے یاد کرتے ہیں۔

www.ziaetaiba.com